سفرِ جاپان............

عیدو......اور مائی کلاچی......کے مابین مناسبتیں............؟

جاپان میں ہم نے پرائیویٹ کار کے علاوہ لوکل ٹرینوں میں اور بسوں میں بھی سفر کیا تا کہ یہاں کے کلچر اور لوگوں کے احوال سے واقفیت حاصل کرسکیں..........ایک بات جو ہم نے بطور خاص محسوس کی وہ یہ کہ جاپانی پڑھتے بہت ہیں......ہر ایک کے بیگ میں ایک سے زائد کتابیں یا ناول یا رسائل ہیں اور کوئی جاپانی مختصر سفر میں بھی فارغ نہیں بیٹھتا بلکہ کچھ نہ کچھ پڑھتا رہتا ہے..........مرد ہوں یا خواتین، لڑکے ہوں یا لڑکیاں سبھی ٹرین میں کچھ نہ کچھ پڑھنے میں مصروف نظر آتے ہیں کچھ ہمارے بگڑے ہوئے پاکستانی بچوں کی طرح موبائل میں بھی مصروف رہتے ہیں..........لیکن اچھے بچوں کی طرح سفر کرتے ہیں......وہ اس سے بھی بہت کچھ سیکھتے ہیں صرف میسیجنگ نہیں کرتے......آپ کو سن کر حیرت نہ ہو کہ جاپان میں خواندگی کی شرح (literacy Ratio) ۹۹ فی صد ہے......یعنی......ان کے ۹۹ فی صد لوگوں میں کوئی بھی ان پڑھ نہیں گویا پورا جاپان ہی پڑھا لکھا ہے۔ہاں البتہ پاکستان سے جاپان پہنچنے والے پاکستانیوں کی ایک بڑی تعداد معمولی پڑھی لکھی ہے......ان میں سے بعض کو تو اپنے مذہب کی ابجد سے بھی واقفیت نہیں......کیونکہ وہ عمر کے اس حصہ میں جاپان آ گئے جو لکھنے پڑھنے اور سنجیدگی ومتانت (Maturity) حاصل کرنے کی ہوتی ہے......(پاکستان اور جاپان کے ٹائم میں چار گھنٹے کا فرق ہے یعنی وہ ہم سے چار گھنٹ' پہلے ہی سورج دیکھ لیتے ہیں) یہاں کی کرنسی جاپانی ین (Yen) کہلاتی ہے۔اور ایک ین ایک روپے کے برابر ہے..........

قارئین کرام سفر نامہ پر تبصروں اور تحسینوں پر مبنی آپ کے فون پر فون اور خطوط و میل آ رہے ہیں' اور متعدد بزرگ علماء کرام جن میں حضرت علامہ مفتی سید شاہ حسین گردیزی' حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی' مفتی سید کرامت علی حسنی' ڈاکٹر سید دلدار حسین نجمی' آغا یوسف گل' وغیرہم قابل ذکر ہیں......نے اس کی قسط وار تکمیل کے بعد اسے کتابی صورت میں شائع کرنے کا مشورہ بھی عنایت فرمایا ہے۔بعض دوستوں نے اس میں مزید تفصیلات شامل کرنے کی بات بھی کی ہے۔

قارئین کرام اس سفر نامہ سے مقصود سفر نامہ میں مذکور ممالک کے کلچر کا احاطہ اور اس پر تبصرہ کرنا نہیں نہیں اور

کس نیاموخت علم تیراز من ☆☆☆ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

نہ ہی پورے ملک کی تاریخ جغرافیا یا احوال بیان کرنا مقصود ہے' بلکہ یہ صرف وہاں بیتے ہوئے چند دنوں کی آپ بیتی اور محسوسات ہیں جن سے اختلاف کی مکمل گنجائش ہے' کسی ملک کے کلچر کے بارے میں آپ اس وقت تک کچھ نہیں جان سکتے جب تک اس ملک کے اصل باشندوں سے آپ کا براہ راست مکالمہ نہ ہو.........اور یہ اسی صورت ممکن ہے جب آپ وہاں کی زبان جانتے ہوں' اور اگر زبان نہیں جانتے تو بے تکلفی پیدا نہیں کر سکتے اور بے تکلفی کے بغیر آپ ان کے ماحول' رسوم ورواج' کلچر اور عادات واطوار سے کماحقہ واقفیت حاصل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ تکلف والی دوستی میں صرف ایجابیات ہی سامنے آتی ہیں اور بے تکلفی کی دوستی میں ایجابیات وسلبیات دونوں کا پتہ چلتا ہے اور اسی سے کسی قوم کی صحیح بودوباش کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے.........اور جاپان کے سفر میں ہماری صورت یہ رہی کہ یارے من ترکی ومن ترکی نمے دانم...............ترجمان دوست کا سہارا لیا اور کام چلایا.........جاپان کے متعدد شہروں میں جانے کا اتفاق ہوا اور بہت سے اہم شہر ہم سے رہ بھی گئے.....تاہم...............ٹوکیوٹاور جب بھی ہمیں یاد آتا ہے ہم سوچنے لگتے ہیں الہ العالمین ورب البلادِ والامصار' ہم نے نہ تو کبھی اس ٹاور پر چڑھنے کا سوچا تھا (جس طرح لوگ ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی کو سر کرنے کا سوچتے ہیں اور پھر مہم جوئی شروع کر دیتے ہیں') اور نہ ہی ہمیں کبھی خواب میں کوئی بشارت ہوئی تھی کہ جاؤ وہاں ٹوکیو ٹاور پہ ہمارا ایک بندہ حق کی تلاش میں ہے اسے جا کر راہ حق بتاؤ.........پھر آخر یہ کیا ماجرا ہوگیا.........اسے اتفاقی حادثہ کہیں یا قدرتی امر.........؟ کہ عین اسی روز جب ہمیں وہاں جانا تھا اسے بھی وہاں آنا تھا.....اور عین اسی وقت اسے وہاں موجود ہونا اور ہمارے وہاں پہنچنے تک ٹھہرنا تھا.........اور ہمیں بھی بالکل انہیں لمحات میں وہاں موجود ہونا تھا.........نہ دن بدلا نہ وقت.....نہ پہلے سے کوئی بات طے تھی نہ رابطہ تھا.........اسے کسی اور کے ذریعہ بھی کلمہ پڑھایا جاسکتا تھا.....مگر ہمارا ہی انتخاب کیوں ہوا.........یہ انتخاب تھا بھی یا ہم یونہی خوش ہورہے ہیں؟.........سنا ہے کہ **قد جعل اللہ لکل شئی قدرا** ....اور یہ بھی کہ اس کے ہاں ہر امر کے لئے ایک وقت مقرر ہے.....**کل امر مرھون باوقاتھا**.........

سلطان فیروز شاہ کے عہد (۷۸۲ ہجری) میں حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ.....بہار پہنچے تو اس وقت وہاں حضرت شرف الدین یحی منیری کا وصال ہو کر جنازہ تیار رکھا تھا اور وہ اپنے خلفاء کو وصیت فرما گئے تھے کہ کل ایک صحیح النسب' تارک الدنیا' حافظِ قرآن' (میر سید اشرف) آئے گا اور وہی

ہمارا جنازہ پڑھائے گا..........اور ایسا ہی ہوا......

ہم نہ تو کوئی ولی ہیں نہ صوفی، مگر معاملہ اللہ رب العزت نے ہمارے ساتھ کچھ ایسا ہی فرمایا ......اس پر جتنا بھی غور کیا جائے......فہم وادراک ساتھ چھوڑتے محسوس ہوتے ہیں اور ایک ہی بات زبان پر آتی ہے **ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**..........ٹوکیو کو ام البلاد (Metropolis) کہا جاتا ہے جبکہ ام القری مکہ مکرمہ ہے اور جب ہر طرف پانی ہی پانی تھا اس پانی میں سے سب سے پہلے زمین جس جگہ نمودار ہوئی وہ مکہ مکرمہ ہی کی سرزمین ہے......توکیو ......کو ام البلاد کہنے کی وجہ اس کا جاپانی شہروں میں سب سے پہلے آباد ہونا ہے......

ٹوکیو دو لفظوں کا مرکب ہے......ٹو......اور......کیو......خود جاپانی اسے ٹوکیو کی بجائے توکیو ہی کہتے ہیں اور وہ اس طرح کہتے ہوئے اچھے بھی لگتے ہیں، بالکل ایسے ہی جیسے توتلی زبان میں کوئی بچہ ٹ کا تلفظ کرتا اور توکیو کہتا ہے......اس کا قدیم نام......عیدو......تھا جس کے معنی وہ جگہ جہاں دریا سمندر میں گرتا ہو......۱۸۶۸ء میں جب یہ دارالخلافہ بنا تو اسے......توکیو......کا نام دیا گیا......لغوی اعتبار سے...... تو......کے معنی مشرق اور......کیو......کے معنی دارالخلافہ کے ہیں، تو گویا توکیو کے معنی ہوئے...... دارالخلافہ شرق......کسی نے کس قدر دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اس کا نام رکھا ہوگا......اور اس کے ذہن میں یہ بات رہی ہوگی کہ بالآخر ایک دن یہ شہر پورے شرق کا دارالخلافہ ہوگا......اس کے ذہن کے نہاں خانہ میں شاید کہیں جاپان کی وسعت کا خیال رہا ہوگا......واللہ اعلم بالصواب......ٹوکیو کی آبادی اسوقت (۲۰۰۸ء) ایک کروڑ تیس لاکھ کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے......اور یہ جاپان کی کل آبادی کا بیس فی صد ہے (جبکہ رقبہ ۲۱۸۸ مربع کلومیٹر ہے)......ہمیں یہاں کی آبادی کے اس تناسب کے بارے میں جان کر اطمینان ہوا کہ کراچی جو کہ پاکستان کا پہلا دارالخلافہ اور مرکزی ساحلی شہر ہے......اس کی آبادی (۲۰۰۹ میں) ایک کروڑ اسی لاکھ کے قریب ہے......اور اس کا قدیم نام مائی کلاچی یا **کلاچی جو گوٹھ** ہے......اور شہر کراچی کی دریافت ۱۷۲۰ء کی بتائی جاتی ہے......(اس کا رقبہ ۳۵۲۷ مربع کلومیٹر ہے) اس اعتبار سے ٹوکیو کراچی کی بنسبت زیادہ گنجان آباد ہے......مگر وہاں کبھی ایسے مسائل پیدا نہیں ہوئے جو کراچی میں ہو رہے ہیں......حالانکہ وہاں کی آبادی میں مسلمانوں کی تعداد دو لاکھ افراد سے زیادہ نہیں جبکہ کراچی میں غیر مسلموں کی تعداد مسلمانوں کے مقابلہ میں ساڑھے تین فی صد ہے

......حیرت انگیز بات ہے جہاں بکثرت غیر مسلم رہتے ہیں وہاں فساد نام کی کوئی شئی نہیں اور جہاں کثرت سے مسلمان آباد ہیں وہاں ظهر الفساد فی البر والبحر کے مصداق فساد ہی فساد ہے......

....

ایک روز ہم ایباساکی (معصومیہ مسجد) میں لے جائے گئے جہاں سیرت طیبہ کا ایک بڑا پروگرام تھا یہاں مسجد کے خطیب جناب حافظ محمد احمد قمر صاحب سے ملاقات ہوئی یہ بڑے تپاک سے ملے' یہ بصیر پور شریف سے علمی وروحانی تعلق رکھتے ہیں اور یہاں اس مسجد میں جو ایک بڑی مسجد ہے کے نہ صرف خطیب وامام ہیں بلکہ پاکستانی کمیونٹی کے روح رواں بھی ہیں..........ادھر ہم نے جاپانی پاکستانیوں میں یہ بات محسوس کی کہ وہ دیار غیر میں رہتے ہوئے وہاں کی سیاست میں تو حصہ نہیں لے سکتے مگر اپنے ملک کی سیاست میں سمندروں کے بیچم بیچ بیٹھ کر خوب سیاست کرتے اور جی بہلاتے ہیں یہاں ہر پارٹی کا ذیلی دفتر ہے اور باقاعدہ عہدیدار ہیں' ہر پارٹی کے لوگ اپنی پارٹی کے لیڈر کو جاپان کی دعوت دیتے ہیں جس پارٹی کا لیڈر جاپان کا دورکرلے اور ان کے آفس یا گھر پر آجائے اس کی گڈی ان دنوں چڑھ جاتی ہے چنانچہ دوسری پارٹیاں اپنے اپنے لیڈروں کو بلانے کے لئے جتن کرتی ہیں ....متعدد ویلفئر آرگنائزیشنز ہیں' مذہبی حوالے سے کئی انجمنیں ہیں' ہر مذہبی سیاسی جماعت کے کارکن بھی پائے جاتے ہیں اور مسلکی دھڑے بھی اپنا وجود رکھتے ہیں تاہم یہ اچھی بات ہے کہ مذہبی اجتماعات میں ایک دوسرے کے ہاں شریک ہوتے ہیں.....مقامی طور پر رویت ہلال کمیٹی بھی ہے.....چند تنظیمیں جن کے نام مختلف شہروں کی مساجد کے نوٹس بورڈز پر یا جاپان اردو نیوز ٹی وی پر دیکھنے کو ملے اور یاد رہ گئے یہ ہیں ....ایبارا کی میں جاپان کی غالباً سب سے بڑی امام بارگاہ ہے۔اسلامک سرکل آف جاپان' پاکستان ایسوسی ایشن جاپان' جاپان مسلم تھنک ٹینک' غریب عوام پاکستان فاؤنڈیشن' ہفت روزہ دنیا انٹرنیشنل جاپان' انجمن فروغ ادب جاپان' پاکستانی اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جاپان.....شاہد صاحب کا پاک جاپان ٹی وی.....بڑا مقبول ہے اور وہ خود پاکستانی کمیونٹی میں خاصے مقبول ہیں......

خیال کیا جاتا ہے کہ جاپان میں استعمال شدہ گاڑیاں کے ایکسپورٹ کا کاروبار اس وقت شروع ہوا جب ۱۹۷۰ میں ایک پاکستانی نے اپنی فیملی کو ایک استعمال شدہ کا جاپان سے بھجوائی.....۱۹۹۰ میں لاہور وغیرہ سے پاکستانی کمیونٹی نے جاپان کا رخ کیا اور وہاں استعمال شدہ گاڑیوں کے کاروبار میں دلچسپی بڑھی......

ایک محتاط اندازے کے مطابق ۱۹۹۹ میں جاپان میں پاکستانیوں کی تعداد پچیس ہزار افراد سے متجاوز تھی ......ان میں زیادہ تعداد کم پڑھے لکھے نوجوانوں کی تھی......اکثر دینی علوم سے بے بہرہ تھے اور بہت کم دیندار......مگر اب یہاں دینی علوم ومعلومات میں دلچسپی بڑھی ہے' مساجد اور ان سے ملحق مدارس قائم ہو چکے ہیں......ہر مسجد میں چھٹی والے دن لوگ لازمی آتے ہیں اور کچھ دیر دینی موضوعات پر گفتگو رہتی ہے پھر دستر خوان بچھتا ہے اور لوگ گپ شپ' حال احوال' تبصروں اور تذکروں کے ساتھ ساتھ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں' یہ ان کی ملاقات کا ایک ذریعہ بھی ہوتا ہے بالخصوص وہ جو جاپان کے چھوٹے چھوٹے شہروں یا بڑے شہر میں رہتے ہیں مگر پاکستانی کمیونٹی سے رابطہ نہیں ہو پاتا......تو اس طرح کی مجالس باہمی رابطے کا بھی اہم ذریعہ ہیں......

سواریوں میں اندرون جاپان دو چیزوں کا رواج عام ہے..........ایک تو دراجہ ہوائیہ (سائیکل) اور دوسری ٹرین......کارخانوں' فیکٹریوں' دفاتر اور دیگر اداروں میں ملازمت کرنے والے ہوں یا دکاندار' سرکاری آفیسرز ہوں یا بازار میں خرید وفروخت کرنے والے عام گنوار سبھی سائیکل استعمال کرتے ہیں......اور موٹر سائیکلیں جاپانی شاید صرف ہمارے لئے بناتے ہیں......موٹر سائیکلوں کے کارخانے بہت ہیں اور ایک سے ایک موٹر سائیکل بنتی ہے ہونڈا' یاماہا' سوزوکی' کاواساکی' اور دیگر متعدد الانواع..........مگر اس کا استعمال کم دیکھنے میں آیا۔ گدھا گاڑی البتہ ہمیں کہیں نظر نہیں آئی اور نہ یہ جدید قسم کا لوہے کے گھوڑے والا تانگہ جسے لوگ یہاں چنگ چی کہتے ہیں..........چنگ چی شاید سڑکوں سے لید غائب کرنے کے لئے ایجاد کی گئی ہے کہ تانگے کا تانگہ مگر مال روڈ پر لید بکھیرنے والے گھوڑے کے بغیر...............اس چنگ چی نے ہمارا کلچر ہی خراب کر دیا ہے' اب ہمارے بچے آہستہ آہستہ گھوڑوں' کوچوانوں اور گھوڑوں کی پشتوں پہ برستے چھانٹوں کو دیکھ نہ پائیں گے...... جیسے ہم جاپان میں بیل گاڑیوں' اونٹ گاڑیوں' حتی کہ گدھا گاڑیوں تک کو دیکھنے کو ترس گئے اور نہ وہ اپنی دیسی قسم کی لید ہی کہیں سونگھنے کو ملی جس کے بغیر ہماری سڑکیں.........................

صبح سویرے اگر آپ کو گھر سے باہر جھانکنے کا اتفاق ہوا اور وہ بھی اپنے بالا خانے سے' جبکہ بالا خانہ کی کھڑکی مین روڈ کی طرف کھلتی ہو تو آپ دیکھیں گے کہ روڈ پر سائیکلیں یوں جا رہی ہیں جیسے ان کا آج کوئی یومِ خاص ہو' اور کبھی تو یوں لگتا ہے جیسے باہر کوئی بائی سائیکلون آ گیا ہو (سائیکلوں کا طوفان) یہی صورتحال

چین میں بھی ہے..... کیا مرد کیا عورتیں سبھی سائیکل سوار..... کاریں اور دیگر ٹرانسپورٹ ہے ضرور مگر ایک سے دوسرے شہر جانے کے لئے یا زیادہ فاصلہ طے کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں..... لوکل ٹرینیں عام ہیں اور بہت نفیس قسم کی ہیں..... آٹو میٹک ہیں..... وقت کی پابند ہیں..... اور کھچا کھچ بھری ہوئی ہیں ..... ایک روز تو ہم ذرا نور کے تڑکے ہی باہر نکل آئے تو دیکھا کہ سڑک سائیکل سواروں سے یوں لبریز ہے جیسے دریا کا پانی روانی سے جارہا ہو اور کناروں سے باہر نکلا چاہتا ہو..... اور سب ایک ہی سمت کو تیزی سے جارہے ہیں، اس منظر کو دیکھ کر وہ بات یاد آ گئی کہ قیامت کے روز لوگ میدان محشر کی طرف بگٹٹ دوڑے جاتے ہوں گے.........

اگر چہ دنیا میں کوئی نہ مرنا چاہتا ہے نہ محشر جانے کا خواہاں ہے تاہم قیامت کو لوگ اسی بھیڑ بھاڑ کی طرح ایک ہی سمت کو بگٹٹ دوڑے جاتے ہوں گے ..... (مگر سائیکلوں پر نہیں پیدل ہوں گے) .... جاپانیوں میں ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ ادب وآداب کے بہت خوگر ہیں، ہر کسی سے جھک کر ملنا اور استقبالیہ جملے کہنا ان کی گھٹی میں ہے .... ہمیں بھی ایک جملہ رٹا دیا گیا تھا.......... آری گاتو.......... گزائی مس.....

ایسے ہی ایک روز ہم نیگاتا (ایک علاقہ) میں ایک پروگرام میں شرکت کرنے نکلے تو ایک جگہ ہم نے اچانک اتنی کثیر تعداد میں سائیکلیں کھڑی دیکھ کر اپنے دوست سے پوچھ لیا کہ یہاں کوئی سائیکلیں بنانے کا کارخانہ ہے؟ کہا نہیں بلکہ یہاں کاریں بنانے کا کارخانہ ہے یہ ہزاروں کی تعداد میں کھڑی سائیکلیں ان مزدوروں کی ہیں جو اس کارخانہ میں کام کررہے ہیں..... اور یہ سائیکل پارکنگ ا[illegible]ہے۔ اگر چہ ہم واہ کینٹ کی مین روڈ پر صبح وشام آنے والا سائیکلوں کا سیلاب ۴۷..... ۱۹۷۳ء میں دیکھ چکے تھے، تاہم کسی ایک جگہ اتنی بڑی تعداد میں ہم نے کبھی سائیکلیں پارک کی گئی نہیں دیکھی تھیں،..... ہم نے ان کی ایک تصویر بھی بنالی مگر یہاں شائع کرنے کی گنجائش نہیں..... کہا جاتا ہے کہ کارلس بورن نے جرمنی میں سب سے پہلے دو پہیوں والی ایک ایسی مشین بنائی جسے سواری کے لئے استعمال کیا گیا اور اس کا نام لاف مشین رکھا گیا..... جنوری ۱۸۱۸ء میں اسے باقاعدہ رجسٹرڈ کرایا گیا اور ۱۸۱۹ء میں فرانس اور انگلینڈ میں ڈینڈی ہارس کے نام سے ایک سائیکل متعارف کرائی گئی..... جو لکڑی سے تیار کی گئی تھی اس میں پیڈل نہیں تھے بلکہ اس پر سوار ہونے والا زمین پر پاؤں ٹیکتا ہوا اسے دھکیلتا تھا جیسے آج کسی کی موٹر سائیکل میں خرابی

آ جائے تو اسے یونہی پیدل گھسیٹنے کی بجائے اس پر بیٹھ کر اسے دھکیلا جاتا ہے...... تاہم ۱۸۶۰ء میں اس چوبی گھوڑے میں پیڈل لگائے گئے ......' پھر رفتار بڑھی تو بریک لگانے کی ضرورت پیش آئی' اور بریک ایجاد ہوئے' علی ھذا القیاس اس سائیکل نے سوسال سے زاید عرصہ کا سفر ترقی طے کرتے کرتے موجودہ شکل اختیار کی ہے جسے سجاد حیدر یلدرم نے اپنے ناول میں خاصے کی چیز کہا ہے...... یہاں تک کہ اس میں موٹر فٹ کر کے اسے موٹر سائیکل بنادیا گیا ہے...... اور آگے آگے دیکھیئے ہوتا ہے کیا............

دورانِ سفر ہم نے محسوس کیا کہ اکثر جاپانیوں کے گھر چھوٹے چھوٹے اور تنگ تنگ سے ہیں' کمروں واش روموں' اور کچن وغیرہ کے سائز بھی مختصر ہیں اس پر حیرت بھی ہوئی کہ آخر ایسا کیوں ہے ......مگر جلد ہی اس بات کا ادراک ہوگیا کہ یہاں لوگوں کے قد بھی چھوٹے ہیں اور فیملی کے سائز بھی...... ایک خاندان زیادہ سے زیادہ تین افراد پر مشتمل ہوگا...... یعنی میاں بیوی اور ایک بچہ............ جاپانی زیادہ بچے پسند نہیں کرتے جبکہ چین میں اگر ایک سے دو بچے کسی کے ہوئے تو خلافِ قانون' لہذا اسے دوسرے بچے کی پیدائش سے قبل اس کا اجازت نامہ حاصل کرنا ہوگا...... (سنا ہے اب اس میں کچھ تخفیف کردی گئی ہے)۔

ایک روز ہمیں خیال آیا کہ واپسی پر ہمیں چین جانا چاہئے جبکہ ہمارے پاس چین کا ویزا نہیں تھا...... ہم نے اپنے میزبان سے کہا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر ہم واپسی پر چین جاسکیں' انہوں نے کہا ویزا کے بغیر تو ممکن نہیں اور ویزا آپ کو پاکستان ہی سے مل سکتا ہے...... ہم نے چونکہ ایک زمانے میں ایک غیر ملکی (سلطنت عمان) سفارتخانے میں بطور مترجم وکلچرل ایڈوائزر خدمات انجام دی ہیں' اور ہمیں کچھ ان سفارتخانوں کے اندرونی احوال کا علم ہے' تو ہم نے کہا کہ ویزا یہاں سے بھی مل سکتا ہے...... وہ کہنے لگے کیسے؟ ہم نے کہا اگر جاپان میں موجود پاکستانی سفارتخانہ ہماری سفارش کردے تو چین کا جاپان میں موجود سفارتخانہ ویزا جاری کردے گا آپ کوئی واقفیت پاکستانی سفیر سے نکالیں............ انہوں نے کہا کیوں نہیں یہاں ٹوکیو میں فرسٹ سیکرٹری سے ہمارے بعض دوستوں کی بہت اچھی دعاء سلام ہے...... چنانچہ ان دوستوں سے رابطہ کے بعد ہم ایک بار پھر ٹوکیو چلے گئے تاکہ ویزا کی کوشش کرلی جائے...... پاکستانی سفارتخانہ کے فرسٹ سیکرٹری صاحب نے تعاون کیا اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے' ان کے تعاون اور اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے ہمیں جاپان میں موجود چینی سفارتخانہ نے دو گھنٹوں میں ویزا جاری کردیا چنانچہ

ہمیں چین جانے کے لئے اب ٹکٹ تبدیل کرانے کی فکر دامنگیر ہوئی اسی وقت پی آئی اے کے دفتر واقع ٹوکیو جاکر ہم نے پانچ ہزار ین(Yen) مزید ادا کر کے ٹکٹ تبدیل کرالیا......گویا اب ہم واپسی پر چین جاسکیں گے۔ جاتے تو پہلے بھی مگر چین میں اتر نہ سکتے' صرف براستہ چین ہمارا جہاز جاتا......اب ہم انشاءاللہ چین میں اتریں گے اور ایک ہفتہ قیام کے بعد پاکستان جائیں گے......

ٹوکیو ویزا لگوانے گئے تو ہمیں ٹوکیو کی معروف جامع مسجد کی زیارت کا موقع بھی مل گیا......اس کا نام ہی جامع ٹوکیو ہے......یہ کازان (روس) سے یہاں آ کر آباد ہونے والے ترک مسلمانوں نے ۱۹۳۸ء میں تعمیر کی تھی......سن ۲۰۰۰ء میں اس کی تعمیرِ نو ہوئی......اور یہ ترک طرزِ تعمیر کا ایک عظیم الشان شاہکار ہے......اس مسجد کی زیارت کے لئے روزانہ سینکڑوں مسلم وغیر مسلم سیاح ومسافر ومقیم یہاں آتے ہیں۔ یہاں اسے جامع ٹوکیو اور ترکش کلچرل سینٹر کہا جاتا ہے......

انتظامیہ کی جانب سے اس کی تعمیر کے حوالہ سے ایک عبارت ایک دیوار پر اس طرح درج ہے:......

The Turkish community who emigrated from Kazan (Russia) built the Tokyo Camii in 1938, the foundation of which stems from the hospitality of the respected people of Japan, and was rebuilt in 2000 owing to some serious damage that it was exposed to. We believe it is performing and will continue to perform its duty as a bridge between the past and the future, and is beautiful in other aspects due to certain unique features. While not departing from the ties of the past with its construction in the classical Ottoman architecture style, it also has an enlightening purpose for the future through various architectural points that attract attention in both construction technology and the multipurpose hall which is a venue for wedding ceremonies, fashion shows, plays, exhibitions and conferences on the first floor.

We have no doubt that Tokyo Camii will be an alternative place of true learning about the religion of Islam, being a frequent place to visit for hundreds of Japanese every day and would contribute to the centenary relations between the Turkish and Japanese people.

انک لاتجنیی من الشوک العنب☆ھرگز از شاخ بید برنخوری خرما نتوان خورد ازاین خارکہ کشتیم

We would be very honored by your visit............................

............Tokyo Camii Administraion

TOKYO CAMII & TURKISH CULTURE CENTER

1-19 Oyama-cho, Shibuya-ku, Tokyo 151-0065, JAPAN

Tel : 03-5790-0760 Fax : 03-5790-7822

info@tokyocamii.org

دیارِ کفر میں ایسی شاندار مسجد دیکھ کر اللہ کی قدرت پر یقین محکم ہوگیا......کہ

توسلطان صاحب سریرآمدی　　علی کل شئی قدیر آمدی............

نگا تا شہر میں میلاد شریف کے ایک پروگرام کے دوران' ہماری ملاقات اسلامک سینٹر نگا تا کے ڈائیریکٹر جناب امام عبدالمالک ایوائی سے ہوگئی......یہ پاکستان بھی جاتے آتے رہتے ہیں اور انہوں نے کچھ اسلامی علوم بھی حاصل کئے ہیں......(جاری ہے......)

ہم سے بعض احباب نے مصافحہ کے بارے میں سوال کیا چنانچہ ہم اس پر کوئی نیا مضمون لکھنے کی بجائے حسب ذیل تحریر پیش کررہے ہیں امید ہے نافع مطلب ہوگی......(مجلس ادارت)

بشکریہ ماہنامہ ملیہ: مدیراعلی وسرپرست: ابن انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ: صفحہ نمبر:۳۶